ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.6,Issue No.4 (2024)
(October to December)

برصغیر میں مسلم معاشرہ کی تشکیل میں اُردو زبان وادب کا کردار

Role of Urdu Language and Literature in the Formation of Muslim society in the Sub-Continent

محمد افضل

ایم۔فل اسکالر، شعبہ اُردو، سپیریر یونیورسٹی، فیصل آباد

ڈاکٹر عظیم اللہ جندران

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، سپیریر یونیورسٹی، فیصل آباد

Muhammad Afzal
M.Phil Scholar, Department of Urdu, Superior University, Faisalabad
Dr. Azeemullah Jundran
Assistant Professor, Department of Urdu, Superior University, Faisalabad

Abstract:
This research paper highlights the significant role of Urdu Language and Literature in the development of Muslim society into the sub-continent. It discusses how Urdu Language and Literature promoted the Muslim culture through Sufi-Saints' language literature related salient and historic services Sufi Saints mostly adopted the medium of Urdu language thereby to disseminate moral, cultural, ethical and Islamic values in the sub-continent. This paper contains several examples in this connection. This paper also determines and signifies the status of Urdu language in the Muslim society and all over the world. Concluding, this paper gives an overview of the literal and linguistic definitions of a language and its meaningfulness. It also gives vent to the origin of Urdu Language in the annals of history.

Keywords: Muslim Society, Urdu Language, Literature, Sufi-Saints, Development Sufi Culture

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِكُمۡ وَاَلۡوَانِكُمۡ(۱)

"آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق اور زبانوں اور رنگوں کے اختلافات اللہ کی نشانیاں ہیں۔"

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا(۲)

"اور اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو تمام اشیا کے نام سکھائے۔"

غارِ حرا میں حضرت محمد ﷺ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کا اولین خطاب: "اقرا"!

"ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کا ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ ساری چیزیں اُسی کے وسیلے سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اس میں سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی۔ اس میں زندگی تھی اور دو زندہ آدمیوں کا نور تھا اور

نور تاریکی میں چمکتا ہے اور تاریکی نے اُسے قبول نہ کیا۔"(۳)

بقول سید احمد دہلوی:

"ترت کے جنے ہوئے بچوں کی آواز پہ غور کریں تو بلی کے بچے کی آواز سے بہت مشابہ پائیں گے، بلکہ بعض اوقات بعینہ بکری کے بچے کی سی آواز مفہوم ہوتی ہے۔ یہ ہی حال جنگلی اور وحشی آدمیوں کا ہے کہ وہ چیں پیں چیں پیں کے سوا کچھ بولنا ہی نہیں جانتے۔"(۴)

بقول محمد حسین آزاد:

"میرے دوستو، زبان حقیقت میں ایک معمار ہے کہ اگر چاہے تو باتوں باتوں میں ایک قلعہ فولادی تیار کر دے، جو کسی توپ خانے سے نہ ٹوٹ سکے اور چاہے تو ایک بات میں اسے خاک میں ملا دے جس میں اسے ہاتھ ہلانے کی بھی ضرورت نہ پڑے۔ زبان ایک جادوگر ہے جو کہ طلسمات کے کارخانے الفاظ کے منتروں سے تیار کر دیتا ہے اور جو اپنے مقاصد چاہتا ہے ان سے حاصل کر لیتا ہے۔ وہ ایک نادر مرصع کار ہے کہ جس کی دستکاری کے نمونے کبھی شاہوں کے سروں کا تاج اور کبھی شہزادوں کے نولکھے ہار ہوتے ہیں، کبھی علوم و فنون کے خزانوں سے زر و جواہر اس کے قوم کو مالا مال کرتے ہیں۔ وہ ایک چالاک عیار ہے جو ہوا پر گرہ لگاتا ہے اور دلوں کے قفل کھولتا اور بند کرتا ہے یا مصور ہے کہ نظر کے میدان میں مرقع کھینچتا ہے یا ہوا میں گلزار کھلاتا ہے اور اسے پھول، گل، طوطی و بلبل سے سجا کر تیار کر دیتا ہے۔"(۵)

ڈاکٹر محی الدین زور زبان کی ماہیت کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

"زبان خیالات کا ذریعہ ہے۔ اس کا کام یہ ہے کہ لفظوں اور فقروں کے توسط سے انسانوں کے ذہنی مفہوم و دلائل اور ان کے عام خیالات کی ترجمانی کرے، اس ترجمانی میں وہ حرکات جسمانی بھی شامل ہیں جو کسی مفہوم کے سمجھانے کے لیے خاص خاص زبان بولنے والوں کے درمیان مشترک ہوتی ہیں۔۔۔۔ خیالات کی ترجمانی کے لیے نطق یا قوت گویائی ہی ایک مکمل ترین اور سب سے زیادہ واضح ذریعہ سمجھی جاتی ہے۔

پس زبان کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی جا سکتی ہے کہ زبان انسانی خیالات اور احساسات کی پیدا کی ہوئی ان تمام عضوی اور جسمانی حرکتوں اور اشاروں کا نام ہے جن میں زیادہ تر قوتِ گویائی شامل ہے اور جن کو ایک دوسرا انسان سمجھ سکتا ہے اور جس وقت چاہے اپنے ارادے سے دہرا سکتا ہے۔"(۶)

ہادی حسین نے زبان کی جو تعریف کی ہے وہ نسبتاً واضح ہے:

"زبان علامتوں کا ایک نظام ہے جو انسان کے درمیان ابلاغ کا ذریعہ ہوتا ہے یا بن سکتا

ہے۔"(۷)

زبان کا لفظ زَبان یا زُبان دونوں طرح سے درست ہے۔ بعض لوگ تحقیق کرتے ہیں۔ زَبان جبیھ کے لیے اور زُبان بولی (Language) کے لیے ہے۔

۱۔ یہ سب سے زیادہ عمل کرنے والا صوتی عضو ہے۔

۲۔ زبان کی یہ خصوصیت صرف انسان کو حاصل ہے۔ وحشی سے وحشی قبیلوں کے افراد بھی گفتگو کر سکتے ہیں۔

۳۔ زبان کے بغیر کسی معاشرے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

۴۔ زبان انسانی معاشرے کی تعمیر و تشکیل اور ارتقا میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

کہتے ہیں قدیم بابل کے باسیوں نے آسمانوں تک پہنچنے کے لیے ایک بلند مینار کی تعمیر شروع کی وہ مینار کچھ بلندی پر پہنچ کر گر گیا۔ اس حادثے سے اہل بابل پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ وہ اپنی زبان بھول گئے کوئی فرد، دوسرے کو اپنی بات سمجھانے کے قابل نہ رہ ۔ بات شروع کرنے والے چیخ چیخ کر رہ جانے، سننے والے کچھ سمجھ نہ پاتے، وہ آپس میں لڑ لڑ کے ختم ہو گئے اور بے زبانی کا یہ عذاب انھیں لے ڈوبا۔ یہ روایت درست ہو یا غلط اس سے اتنا اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ زبان انسانی معاشرے کی بقا کے لیے کتنی ضروری ہے۔ زبان کی اس اہمیت کے باوجود یہ بتانا بہت مشکل ہے کہ زبان کیا ہوتی ہے؟ کہنے کو تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو کچھ ہم بولتے ہیں زبان ہے۔ یہ تو ایسی ہی غیر تسلی بخش بات ہے جیسے ہم کہیں کہ جو کچھ ہم پیتے ہیں وہ پانی ہے اور جو کچھ ہم کھاتے ہیں وہ کھانا ہے، جس طرح آخری دو جملے پانی اور کھانے کی انتہائی ناقص تعریفیں ہیں۔ اسی طرح پہلا جملہ زبان کی تعریف کرتا ہے۔ جانداروں میں انسان اور حیوان دونوں شامل ہیں اور دونوں ابلاغ یا ترسیل کے لیے مختلف وسائل استعمال کرتے ہیں مثلاً:

۱۔ ہرن خطرے کے وقت ایک خاص آواز نکال کر اپنے ساتھیوں کو خبر دار کرتا ہے۔

۲۔ شہد کی مکھی اپنے چھتے کے سامنے ایک مخصوص رقص کے ذریعے باقی مکھیوں کا پتہ بتاتی ہے۔

۳۔ کتا دُم ہلا کر مالک سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے۔

۴۔ حیوانات اپنی آواز اور حرکات دونوں کے ذریعے ابلاغ کا کام لیتے ہیں۔ بعض اوقات انسان بھی ابلاغ کے لیے ایسے وسائل استعمال کرتا ہے جس میں آواز شامل نہیں ہوتی مثلاً آپ کسی شخص سے ملتے ہیں اور اس کے ہاتھ ملانے سے اس کی گرم جوشی یا سرد مہری کا اندازہ کر لیتے ہیں۔ اسی طرح کسی کا سُرخ چہرہ اس کے حصے کی عکاسی کرتا ہے۔ ان مثالوں سے یہ ثابت ہوتا ہے:

۱۔ ابلاغ کے زبان کے علاوہ اور بھی ذرائع ہیں۔ حرکات اور تاثرات ان میں شامل ہیں۔

۲۔ زبان کا استعمال ایک حد تک حیوان بھی کرتا ہے لیکن اس میں ان کے ارادے کا زیادہ دخل نہیں ہوتا بلکہ وہ جبلی طور پر ایسا کرتے ہیں۔ خطرے کے وقت ہرن کا آواز نکالنا ایک ارادی نہیں جبلی فعل ہے۔ اردو زبان و ادب کے فروغ میں شاعروں، ادیبوں کے علاوہ صوفیوں کا خصوصی کردار رہا ہے۔ اس بابت ڈاکٹر اشرف کمال بیان کرتے ہیں:

> "اردو زبان و ادب کے ارتقا میں شاعروں، ادیبوں کے علاوہ صوفیوں، رئیسوں اور بھگتوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ انھوں نے اپنے خیالات کی ترسیل کے ذریعے اردو زبان ملک کے گوشے گوشے میں پہنچا دی۔ ان بزرگوں کے مختلف سلسلے تھے جو مختلف علاقوں میں احیائے دین کے لیے کام کر رہے تھے۔ ان بزرگوں کے اقوال اور ملفوظات اور نظم و

نثر کے ارتقا میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا مقصد زبان کی تراش خراش نہیں تھا بلکہ یہ آسان فہم اور سادہ زبان میں ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں تک اپنے دل کی بات پہنچاتے تھے۔"(۸)

بمطابق ڈاکٹر انور سدید:

"صوفیانہ دور میں اردو زبان و ادب نے خوب ترقی کی ہے۔ صوفیانہ دور کے بعد دینی ادب اب ناپید نہیں ہے۔ زبان و ادب کا دامن وسیع سے وسیع تر ہوا، اس میں خوب ترقی ہوئی، علما و فصحا اور مفکرین کی نئی جماعت پیدا ہوئی۔ جدید درس گاہوں میں علم و دین کی روشنی پھیلی۔ لوگ ان صوفیا کرام کے صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ ان کی خطابت سے لوگوں کے دلوں کی کایا پلٹی۔ ان کی قلمی کاوشیں آج بھی درخشندہ نظر آتی ہیں۔ اس قابلِ صد احترام گروہ میں شمس العلما، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی، اکبر شاہ خاں نجیب آبادی، علامہ اقبال، مولانا ابوالکلام آزاد، سید سلیمان ندوی، مولانا اشرف علی تھانوی اور علامہ عنایت اللہ جیسی قد آور شخصیات کا ذکر ملتا ہے۔ دینی نثری ادب میں شاہ عبدالعزیز، سید احمد بریلوی، شاہ اسمٰعیل شہید، فضل حق خیر آبادی، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر کا ذکر بطور خاص ملتا ہے۔"(۹)

اس بابت ڈاکٹر انور سدید (۱۹۸۸ء) مزید بیان کرتے ہیں:

"صوفیائے کرام نے دین کی تبلیغ کے لیے اردو زبان کا انتخاب کیا۔"(۱۰)

"اخبارِ اُردو" نے اُردو زبان و ادب کے حوالے سے مختلف موضوعات کو قارئین تک پہنچایا ہے اور جامع معلومات فراہم کیں۔ سندھ کے صوفی شاعر سچل سرمست کی شاعری میں ذات پات کی تفریق نہ تھی۔ شازیہ مجید ملک (۲۰۱۵ء) کی رپورٹ کے مطابق:

"سچل سرمست نے اپنی شاعری کے ذریعے برصغیر کے مسلم معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ سچل سائیں عالم گیر اور آفاقی شاعر تھے۔ آپ کے یہاں رنگ، مذہب اور ذات پات کی تفریق نہ تھی۔۔۔۔ آپ بہت سی زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ آپ کے کلام میں وحدانیت اور یکتائی کی بے شمار تجلیاں جلوہ گر ہیں۔ آپ نے اپنے کلام میں محبت کا بیج بو کر دلوں پر حکومت کی ہے۔"(۱۱)

اس کے ساتھ ہی یہ کہنا بھی بے جانہ ہو گا کہ آپ نے سندھی کے ساتھ ساتھ اردو شاعری بھی کی ہے اور بہت خوب صورت نادر کلام پیش کیا ہے:

انا الحق جب کہوں گا میں سرِ میدان آؤں گا
گلی اب چھوڑ دلبر کی طرف دیگر نہ جاؤں گا(۱۲)

بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک غزل ریختہ تاریخ کے اوراق میں ملتی ہے۔ ملاحظہ ہو: بمطابق عبدالمنان معاویہ:

وقتِ سحر وقت مناجات ہے
خیز دراں وقت کہ برکات ہے
نفس مباد اکہ بگوید ترا
حسب چہ خیزی کہ ابھی رات ہے
باتن تنہا روی در زمیں
نیک عمل کہ وہی ساتھ ہے
پند شکر گنج بدل جاں سنو
صنائع مکن عمر کی سہیات ہے(۱۳)

برصغیر کے گوشے گوشے میں اردو کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ پشاور سے ڈھاکہ تک، کشمیر سے راس کماری تک اردو کے بولنے اور سمجھنے والے پیدا ہو گئے چنانچہ اردو کی نشر واشاعت اسلامیان ہند کی کوششوں کو جتنا دخل ہے اس سے اردو زبان کا کوئی مورخ انکار نہیں کر سکتا ہے۔ برصغیر میں مسلم معاشرے کی تشکیل میں اردو زبان وادب کے حوالے سے ڈاکٹر سہیل بخاری (۱۹۹۱ء) نے بڑی جامعیت کے ساتھ اس پہلو کا جائزہ لیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"(۱) اردو زبان کو قرآنی حروف کا لباس عطا کیا گیا۔ عربی سے مسلمانوں کی محبت، عقیدت فطری تھی اس سے اردو زبان کا دائرہ وسیع ہوا۔

(۲) مسلمانوں نے اپنے لیے دیسی زبانوں میں سے ایک زبان کا انتخاب کیا وہ اردو زبان تھی۔

(۳) اکبر جیسا وسیع القلب حکمران اپنی رعایا کے ہر طبقے کے احسانات کی قدر کرتا تھا اور مختلف بولیوں کے شعرا و ادبا کو انعامات سے نوازتا تھا لیکن یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ دیسی زبانوں میں سے جس زبان پر شاہی نظر انتخاب پڑی وہ اردو زبان تھی۔

(۴) اکبر کا پوتا شاہ جہاں پبلک کے آدمیوں سے اردو میں بات چیت کرتا تھا حالانکہ سرکاری زبان فارسی تھی۔

(۵) اردو زبان کی تاریخ میں شہر آگرہ کو خاصی اہمیت / اولیت حاصل ہے۔ جب تک آگرہ مغلوں کی راج دھانی رہا وہاں اردو زبان کے چرچے رہے۔

(۶) اردو زبان کو عہد اکبری میں شاہی سرپرستی حاصل رہی۔ اسلامیانِ ہند کا اسے اپنا لینا بالکل فطری تھا کیوں کہ اول تو عوام مذہبی اختلاف کے ہوتے ساتے حکمران کی زبان کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں، پھر سلاطینِ مغلیہ تو مسلمان تھے اس لیے مسلمان رعایا کے بدرجہ اولیٰ واجب الاتباع تھے۔ خود تاریخ سے ثابت ہے کہ سلطنتِ مغلیہ کا چراغ گل ہوتے ہوئے اردو کو ہندوستان کے تمام مسلمان اپنا چکے تھے۔

(۷) اردو زبان کے وسیع حلقہ اثر یا ہمہ گیر صلاحیت اور توانائی و ثروت میں نہ صرف

پاکستانی بلکہ بھارتی مسلمان بھی شامل ہیں۔

(۸) اردو زبان سے گہری وابستگی و شیفتگی کا ذکر اس لیے بھی ضروری ہے کہ برصغیر میں مسلمان اپنی یومیہ زندگی میں اپنا اوڑھنا، بچھونا، اٹھنا، بیٹھنا اردو زبان سے ہی۔۔۔کیے ہوئے ہیں۔"(۱۴)

کسی بھی معاشرے کے لیے زبان کا وجود ناگزیر ہے۔ یہ زبان معاشرے کے افراد کے درمیان مشترکہ وسیلہ اظہار بنتی ہے۔ محبوب عالم اُردو زبان وادب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

"جب تک ہم اپنی زبان کو قبول نہیں کریں گے، اسے نہیں برتیں گے، اس میں اپنی صلاحیتوں کا خون شامل نہیں کریں گے، اسے معاش کا وسیلہ نہیں بنائیں گے تو وہ کس طرح پروان چڑھے گی، قومی تہذیب کی تشکیل کا مسئلہ بنیادی طور پر اسی امر سے وابستہ ہے، اگر زبانوں کے مسئلے کو ایمانداری اور خلوصِ دل کے ساتھ حل کیا جائے تو ایک طرف علاقائی زبانیں ترقی کریں گے دوسری طرف قومی زبان پھل پھول کر ہمارے قومی مزاج اور تہذیبی روح کا اظہار کر سکیں گی۔"(۱۵)

پاکستان کے علاقائی ادب سے بے شمار الفاظ، تصورات، ثقافتی عناصر اردو ادب کا حصہ بن رہے ہیں۔ اس طرح اردو ادب بھی دیگر پاکستانی زبانوں کے ادب کو اپنے ذخیرہ الفاظ، خیالات اور دیگر ادبی خواص سے مالا مال کر رہا ہے۔ اردو ادب کی ترقی میں نہ صرف اہلِ زبان ادیبوں نے اپنا کردار ادا کیا ہے بلکہ پاکستان کے مختلف خطوں کے ادیبوں نے اسے ہر ممکن اپنانے کی کوشش کی ہے اور اردو زبان وادب تمام پاکستانیوں کا مشترکہ سرمایہ ہے۔ ملاحظہ فرمایئے ڈاکٹر مسرت کا سنگنجوی کا بیان:

"اردو ہر لحاظ سے ایک مکمل زبان ہے اس کا خمیر ہر طرح کی عصبیت سے پاک ہے۔ یہ دوسرے زبانوں کے پھلنے پھولنے میں افسردہ نہ ہے اور مقامی زبانوں نے اردو سے اور اردو نے مقامی زبانوں سے استفادہ کیا ہے۔"(۱۶)

پاکستان میں اردو زبان کی معنوی حیثیت، اہمیت مسلّم ہے۔

اُرد و زبان میں ہماری ثقافت کے سارے اثرات موجود ہیں بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہو گا کہ اردو زبان ہماری ثقافت کا اہم جزو ہے۔ بمطابق ڈاکٹر مظفر حسین ملک:

"ہر زبان اپنی ثقافت ساتھ لے کر چلتی ہے۔ ہماری ثقافت میں کئی عناصر ہیں:

۱۔ دینی عناصر جن کی بنیاد قرآن و حدیث کے حوالے سے عربی زبان کی مرہونِ منت ہے۔

۲۔ تہذیبی عناصر جن میں عربی کے ساتھ ساتھ ایرانی، ترکی اور افغانی اثرات بھی شامل ہیں۔

۳۔ مقامی عناصر جنھیں ہندی عناصر بھی کہا جا سکتا ہے۔ مقامی اثرات اور ضروریات زمانہ کے مرہونِ منت ہیں۔ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے۔ مقامی اثرات کی نوعیت بدلتے

ہوئے حالات کے ساتھ ساتھ بدلتی جاتی ہے۔"(۱۷)

اُردو زبان میں ہماری ثقافت کے سب اثرات محفوظ ہیں۔ ٹی۔ ایس ایلیٹ نے اپنی کتب "تصریحات ثقافت" میں کہا تھا کہ زبان ثقافت کا ۷۰ فی صد ہوتی ہے اور بلاشبہ اس بیان میں صداقت ہے۔ اس کی وضاحت یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ ایک ایرانی کسی طاقت ور کو رستم سے تشبیہ دے گا مگر ایک مغربی ہرقل کا نام لے گا جب کہ دینی اثرات کے پیشِ نظر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا نام لیا جائے گا۔ ہندی زبان کے زیرِ اثر گنیش، راون، ارجن اور اس قسم کے نام مثال میں دیے جائیں گے۔ زبان نے ہر صورت میں سوچ کا انداز بدلا ہے اور مختلف تاریخی سرمایے کی طرف رجوع کرنے کے لیے مجبور کیا ہے گویا اندازِ فکر ہی کا رُخ دوسری طرف ہو گیا، جس کے نتائج تعمیرِ شخصیت پر بھی پڑنے لازمی ہیں۔ اُردو زبان اسلامی تہذیب، تاریخ، تمدن اور ثقافت کی ترجمان ہے۔ یہ ہمارے فکر و نظر کی بہترین ترجمان ہے۔ اس بابت پرویز ملک بیان کرتے ہیں:

> "اُردو ہماری قومی زبان ہے۔ یہ ہمارے فکر و نظر کا بہترین اظہار ہے۔ ہر پاکستانی کا یہ فرض ہے کہ وہ اسی زبان میں بولے، سوچے اور لکھے کیوں کہ عربی اور فارسی کے بعد یہی زبان ہماری اسلامی تہذیب و ثقافت کی علم بردار ہے۔ یہ سب سے بہترین اور قابلِ قدر ادبی، شعری سرمایہ رکھتی ہے۔ اس وطن پاک کی بنیادوں میں اس کے لہو کی رنگینی آشکار ہے۔ اردو نے اس چمن پاک کو اپنا خون دیا۔ اردو زبان و ادب سے ہمارا آج کا نہیں صدیوں پرانا ساتھ ہے اور رہے گا۔"(۱۸)

درج بالا پیراگراف اس امر کی ترجمانی کر رہا ہے۔ اردو بطور قومی زبان اپنا مخصوص مقام رکھتی ہے۔ یہ بہت کشادہ دل زبان ہے۔ کسی دوسری زبان سے مرعوب ہوئے بغیر اس کی ترویج ہماری قومی ضرورت ہے۔ قومی زبان اور ثقافت علاقائی زبانوں کی ضد نہیں بلکہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ ڈاکٹر محمد ارشد اویسی لکھتے ہیں:

> "کسی بھی معاشرے کی تشکیل میں زبان اہم کردار ادا کرتی ہے۔ زبان کسی بھی تہذیب کا ایک جمہوری ادارہ ہے۔ اس جمہوری ادارے کے اصول و ضوابط، معاشرے کے خواص و عوام کی باہمی رضامندی اور مشورے سے طے پاتے ہیں۔ زبان کے جمہوری ادارے سے مراد وہ اصول ہیں جن کو کروڑوں افراد نے مل کر ترتیب دیا ہے۔ عملی صورت دی ہے اور یہ اصول زبان کی صورت میں ہمارے معاشرے میں رائج ہیں۔ معاشرے کے افراد کے درمیان زبان ایک پل کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ اس کے ذریعے لوگ اپنی مافی الضمیر کا اظہار کرتے ہیں۔ معاشرے کے اندر رہتے ہوئے مخصوص زبان کے مخصوص الفاظ کا استعمال دراصل اس زبان سے محبت کا اظہار ہے۔ اس محبت کا مطلب ہے کہ اپنے بزرگوں اور آباؤ اجداد کا احترام جنھوں نے قوم کے افراد کے ذہنی اظہار اور احساسات اور تجربے کے اظہار کے لیے یہ عظیم الشان نظام وضع کیا۔"(۱۹)

اردو ایک نہایت وسیع النظر، لطیف، سلیس زبان ہے۔ برصغیر کی کوئی زبان خطابت، شاعری میں اس کے تقابل نہ ہے۔ اردو زبان پاکستان کے تمام صوبوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اردو زبان ایک مسلسل تاریخی عمل کی پیداوار ہے۔ ڈاکٹر مظفر حسین ملک

(۱۹۸۸ء) بیان کرتے ہیں:

"جدوجہد آزادی میں یہ زبان ذریعہ اظہار رہی ہے بلکہ تقسیم ہند کے عوامل میں بھی یہ ایک نمایاں عامل کے طور پر ہراول دستے میں رہی اور مسلمانوں نے جب سے یہ عالم وجود میں آئی، اس کے ساتھ جذباتی لگاؤ کا اظہار کیا۔ جدوجہد آزادی کی ساری داستان اس زبان میں محفوظ ہے۔"(۲۰)

اردو ایک ترقی پذیر زبان ہے جس کے ادب اور ادبی اصناف کا مقابلہ / موازنہ دنیا کی کسی بھی ترقی یافتہ زبان کے ادب سے کیا جا سکتا ہے۔ اردو نثر میں ناول، ڈرامہ، افسانہ ارتقائی منازل طے کر کے جدت پسندی کی طرف رواں دواں ہے۔ بے شمار اردو ناولوں اور ڈراموں کی تشکیل کر کے انھیں پی ٹی وی پر پیش کیا جا چکا ہے۔ اردو نظم ہمارے احساسات، جذبات، خیالات کی ترجمانی کی مکمل صلاحیت رکھتی ہے جس میں حسن و عشق، نفرت، محبت، امید، ناامیدی، مایوسی، مساوات، عدم مساوات، تغیر و تبدل جیسے موضوعات، عنوانات کی فہرست نظر آتی ہے۔ مذہنی نظریات، انقلابی خیالات یہ بھی ہماری شاعری کا حصہ رہے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ ہمارے شعرا غالب، میر تقی میر، میر درد، ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، فیض احمد فیض کو دنیا کے اچھے شعرا کی لسٹ میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کا اردو زبان و ادب میں ایک خاص مقام ہے۔ انھوں نے اردو زبان کے خصوصی امتیاز کا ذکر کیا ہے:

"اُردو کا چلن ہندوستان اور پاکستان یعنی پورے برصغیر میں ہے ۔ اردو ہندوستان اور پاکستان کی متعدد بولیوں اور زبانوں کے درمیان ایک سماجی اور لسانی پل ہے۔۔۔۔ میں اردو کو تاج محل کہتا ہوں۔ اردو میری ہڈیوں کے گودے تک کیسے اترتے چلی گئی، یقیناً کچھ تو جادو ہو گا۔ اردو کا خصوصی امتیازی نشان اس کے عربی، فارسی، اثرات ہیں۔ اردو زبان میرے لیے رازوں بھرا بستہ ہے۔"(۲۱)

درج بالا بیانات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اردو کا چلن پورے برصغیر میں ہے۔ مسلم معاشرے کی تشکیل میں اردو کا خصوصی کردار رہا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ اردو صدیوں کے تاریخی ربط و ارتباط سے بنی ایک جیتی جاگتی زندہ تہذیب کا ایسا روشن استعارہ ہے جس کی کوئی دوسری مثال کم از کم برصغیر کی زبانوں میں نہ ہے۔

حوالہ جات

۱۔ الروم: ۲۲

۲۔ البقرۃ: ۳۱

۳۔ یوحنا: باب نمبر ۱

۴۔ احمد دہلوی، سید، مولوی، فرہنگِ آصفیہ، دہلی: نیشنل اکادمی، ۱۹۷۴ء، ص: ۲۵

۵۔ آزاد، محمد حسین، لیکچر بعنوان، زبانِ اردو، لاہور: مکتبہ انجمن پنجاب لاہور، ۱۸۶۵ء، ص: ۳۶

۶۔ زور، محی الدین قادری، ہندوستانی لسانیات، لاہور: مکتبہ معین الادب، ۱۹۶۱ء، ص: ۳۱۔۳۳

۷۔ ہادی حسین، زبان کیا ہے، مشمولہ: زبان کیا ہے، از خلیل صدیقی، لاہور: بیکن بکس، ۲۰۱۶ء، ص: ۱۳

۸۔ محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، لسانیات، زبان اردو رسم الخط، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۲ء، ص:۶۱

۹۔ انور سدید، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر تاریخ، لاہور: عزیز بک ڈپو، ۱۹۸۸ء، ص:۲۔۳

۱۰۔ ایضاً، ص:۳

۱۱۔ شازیہ مجید ملک، فروغ اردو میں اخبار اردو کا کردار، فیصل آباد: مثال کتاب گھر، طبع سوم، ۲۰۱۵ء، ص:۱۹۳۔۱۹۴

۱۲۔ ایضاً، ص:۱۹۴

۱۳۔ عبد المنان معاویہ، نقطہ نظر، مشمولہ: ایکسپریس، روزنامہ، گوجرانوالہ: ۲۸ اکتوبر ۲۰۱۷ء، ص:۱۳

۱۴۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، لسانی مقالات، حصہ سوم، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۱ء، ص:۴۵۱

۱۵۔ محبوب عالم، پاکستان کے ثقافتی مسائل، لاہور: بزمِ اقبال، ۲۰۰۲ء، ص:۱۴۹

۱۶۔ حسرت کاسگنجوی، ڈاکٹر، قومی زبان اور ذہنی غلامی، مشمولہ: اخبارِ اردو، ماہنامہ، اسلام آباد: جون، ۲۰۰۵ء، ص:۲

۱۷۔ مظفر حسین ملک، ڈاکٹر، مضمون: ہماری ثقافت اور اُردو زبان، مشمولہ: اخبارِ اردو، منتخبات، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع اول، ۱۹۸۸ء، ص:۱۴۲۔۱۴۳

۱۸۔ پرویز ملک، اردو دفتری زبان، مشمولہ: اخبار اردو، جلد ۱۸، شمارہ ۶، جون، ۲۰۰۲ء، ص:۳۵

۱۹۔ محمد ارشد اویسی، ڈاکٹر، معاشرے کی تشکیل میں تہذیب کا کردار، مشمولہ: نورِ تحقیق، سہ ماہی، شمارہ ۲، لاہور: گیریژن یونیورسٹی، اپریل تا جون، ۲۰۱۷ء، ص:۱۵

۲۰۔ مظفر حسین ملک، ڈاکٹر، اردو زبان سیاسی اتحاد کی علامت، مشمولہ: اخبارِ اردو، منتخبات، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، طبع اول، ۱۹۸۸ء، ص:۱۴۱

۲۱۔ نارنگ، گوپی چند، ڈاکٹر، اردو زبان اور لسانیات، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء، ص:۱۱۔۱۵

References in Roman Format:

1. Al-Rome:22
2. Al-Baqarah:31
3. Youhanna: Baab No.31
4. Ahmad Dehalvi, Syed, Molvi, Farhang-e-Aasafiya, Delhi: Nationala Academy, 1974, P:25
5. Azad, Muhammad Hussain, Lecture Ba-Unwaan, Zuban-e-Urdu, Lahore: Maktaba Anjuman Punjab, Lahore, 1865, P:36
6. Zor, Mohy-ud-Din Qadri, Hindustani Lisaniyaat, Lahore: Makta Moeen-ul-Adab, 1961, P:31-33
7. Hadi Hussain, Zuban Kya Hai, Mashmoola: Zuban Kya Hai, Az: Khalil Siddiqui, Lahore: Beacon Books, 2016, P:13
8. Muhammad Ashraf Kamal, Dr., Lisaniyaat, Zubaan Aur Rasm-ul-Khat, Faisalabad: Misaal Publishers, 2012, P:61
9. Anwar Sadeed, Dr., Urdu Adab Ki Mukhtasar Tareekh, Lahore: Aziz Book Depot, 1988, P:2-3
10. Ibid, P:3
11. Shazia Majeed Malik, Farogh-e-Urdu Mein Akhbar-e-Urdu Ka Kirdaar,

Faisalabad: Misaal Kitaab Ghar, Tabaa Soam, 2015, P:193.194

12. Ibid, P:194
13. Abdul Mannan Muaviya, Nuqta Nazar, Mashmoola: Express, Roznama, Gujranwala, 28 October, 2017, P:13
14. Suhail Bokhari, Dr., Lisani Muqalaat, Hissa Soam, Islamabad: Muqtadra Qaumi Zaban, 1991, P:451
15. Mehboob Alam, Pakistan Ke Saqafti Masayel, Lahore: Bazm-e-Iqbal, 2002, P:149
16. Hasrat Kasganjvi, Dr., Qaumi Zaban Aur Zehni Ghulami, Mashmoola: Akhbar-e-Urdu, Mahnama, Islamabad, June 2005, P:2
17. Muzaffar Hussain Malik, Dr., Mazmoon: Hamari Saqafat Aur Urdu Zaban, Mashmoola: Akhbar-e-Urdu, Muntakhbaat, Islamabad: Muqtadra Qaumi Zaban, Tabaa Awal, 1988, P:142-143
18. Parvez Malik, Urdu Daftari Zaban, Mashmoola: Akhbar-e-Urdu, Jild18, Shumara6, June 2002, P:35
19. Muhammad Arshad Ovaisi, Dr., Muaashray Ki Tashkeel Mein Tehzeeb Ka Kirdaar, Mashmoola: Noor-e-Tahqeeq, She Mahi, Shumara2, Lahore: Lahore Garrison University, April To June, 2017, P:15
20. Narang, Gopi Chand, Dr., Urdu Zaban Aur Lisaniyaat, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2007, P:11-15
21. Muzaffar Hussain Malik, Dr., Urdu Zaban Seyasi Ittehaad Ki Alamat, Mashmoola: Akhbar-e-Urdu, Muntakhbaat, Islamabad: Muqtadra Qaumi Zaban, Tabaa Awal, 1988, P:141